علامہ عبدالرشید غازی

مصباح ارم، جامعہ حفصہ اور مغربی دنیا کا حقیقی چہرہ

مصباح ارم کی داستانِ غم تو یقیناً آپ نے سنی ہوگی۔ایک معصوم سی مسلمان بچی جس کی ماں بدقسمتی سے مرتد ہوگئی اور اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ رہنے لگی تو مصباح نے اپنی فطرت، نسوانیت، شرم وحیا اور دین ومذہب کی بنا پر وہاں رہنا گوارانہ کیا اور اپنے پاکستانی نژاد والد سجاد رانا کے پاس چلی آئی۔ پاکستان آتے وقت اس کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگا کہ اس کے اپنے ملک پاکستان میں اس سے ایسا رویہ روا رکھا جائے گا جس کا اس نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہو۔اس کی شاطر ماں نے اس کے پاکستان آتے ہی ایک طوفان کھڑا کردیا۔اس نے بارہ سالہ بچی کے باپ کے ہاتھوں اغواء کا ڈھنڈورا پیٹ کر مغربی میڈیا کو اپنا ہم نوا بنالیا۔ بے چاری مصباح روتی رہی، دہائیاں دیتی رہی لیکن میڈیائی واویلے میں اس کی کون سنتا؟ ستم بالائے ستم یہ کہ انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والی کسی این جی او کے دل میں بھی مصباح کے لیے کوئی ہمدردی نہ جاگی اور کسی نے اس کے لیے ہمدردی کے دو بول بولنا بھی گوارانہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس مسئلہ پر آواز اٹھانے کی پاداش میں مغرب سے ملنے والے لاکھوں ڈالر کے عطیات کی ترسیل رک جائے گی۔ایسے میں حقوق انسانی کی تنظیم ڈیفنس آف ہیومن رائٹس نے مصباح ارم کو قانونی اور اخلاقی تعاون فراہم کرنے کا فیصلہ کیا اور یوں اس پلیٹ فارم سے مصباح کے معاملے کو اس کے حقیقی تناظر میں پیش کیا جانے لگا۔ان ساری کاوشوں کا سہرا ڈیفنس آف ہیومن رائٹس کے چیف کوارڈینیٹر خالد خواجہ کے سر ہے۔ چند دن پہلے کی بات ہے کہ چیف کوارڈینیٹر خالد خواجہ نے راقم سے رابطہ کیا اور کہا چونکہ مغربی میڈیا مصباح ارم کے معاملے میں حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کررہا ہے۔اس لیے وہ ایک پریس کانفرنس کرنا چاہتے ہیں، جس میں مصباح ارم خود اپنے خیالات کا اظہار کرے گی اور حقیقی صورتحال سے میڈیا کو آگاہ کرے گی۔حسن اتفاق سے اس پریس کانفرنس کے موقع پر ہمارے جامعہ حفصہ میں تعطیلات تھیں، ہم نے کسی اور جگہ پریس کانفرنس کا انتظام کرنے کی بجائے جامعہ حفصہؓ کے استقبالیہ میں پریس کانفرنس کا اہتمام کروادیا۔الحمدللہ بڑی بھرپور پریس کانفرنس ہوئی۔اس میں مصباح نے صرف چند باتیں کیں جو ذیل میں دی جاتی ہیں۔

☆......میرا نام مصباح احمد رانا ہے اور پاسپورٹ میں بھی میرا یہی نام درج ہے۔اس لیے میڈیا میں میرا یہی نام استعمال کیا جائے۔ مجھے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مولی کیمبل لکھا جارہا ہے۔ برائے مہربانی! ایسا نہ کیا جائے کیونکہ کیمبل میری ماں کا بوائے فرینڈ ہے۔ میری ماں نے میرے نام میں میرے والد کی جگہ اپنے بوائے فرینڈ کا نام ڈال دیا ہے ۔جب میڈیا میں اپنے باپ کی بجائے اپنی ماں کے بوائے فرینڈ سے اپنی نسبت کی خبر دیکھتی ہوں تو مجھ شرم محسوس ہوتی ہے۔

☆...... میں نے مفتیانِ کرام سے اپنے بارے میں فتویٰ لے لیا ہے۔ میں چونکہ شرعی طور پر بالغ ہوں۔ اس لیے میں اپنے بارے میں کوئی بھی فیصلہ کرنے میں خود مختار ہوں۔ اس لیے میں اپنے والدین کے مابین عدالت میں یا عدالت کے باہر ہونے والے کسی بھی معاہدے کی پابند نہیں ہوں۔

مصباح ارم پریس کانفرنس میں یہ باتیں کہہ کر خالد خواجہ کے ہمراہ راقم کے گھر آ گئی اور اندر خواتین والے حصے میں میری اہلیہ، اُم حسان، بھتیجیوں اور دوسرے اہل خانہ کے ساتھ بات چیت کرنے لگی۔ اسی اثناء میں معروف مغربی جریدے ''ٹائمز'' کے لیے کام کرنے والا ایک رپورٹر آ گیا اور اس نے آ کر درخواست کی کہ میں تاخیر سے پہنچا۔ پریس کانفرنس میں شرکت نہیں کر سکا۔ آپ برائے مہربانی مصباح سے دو منٹ لے دیں۔ اس نے کہا کہ مجھے خبر تو مل گئی ہے لیکن میں یہی باتیں مصباح کی زبانی سننا چاہتا ہوں۔ راقم نے عرض بھی کیا کہ اس نے جو کچھ کہنا تھا' ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کے ہجوم کے سامنے کہہ دیا۔ اب ضرورت نہیں لیکن اس نے بہت اصرار کیا تو مجبوراً راقم مصباح کو بلانے اپنے گھر گیا جہاں وہ گھر کی خواتین کے ساتھ بیٹھی تھی۔ مجھے بعد میں بتایا گیا کہ مصباح نے خواتین کے ساتھ بات چیت کے دوران جامعہ حفصہؓ کے بارے میں معلومات لیں تو وہ بہت متاثر ہوئی کہ اتنا بڑا تعلیمی ادارہ کیسے اپنی مدد آپ کے تحت چل رہا ہے؟ اور اس کی وجہ سے ہزاروں خواتین کو تعلیم سے روشناس کروایا جا رہا ہے؟ اس نے پوچھا کہ جامعہ حفصہؓ میں داخلے کب اور کیسے ہوتے ہیں؟ اسے راقم کی بھابھی اور جامعہ حفصہ کی منتظم اعلیٰ محترمہ ام حسان نے جامعہ کی تعلیمی سرگرمیوں کے بارے بتایا۔

اسی طرح اس گفتگو کے دوران برقعے کی بات چلی جس پر مصباح نے دلچسپی ظاہر کی تو بھابھی نے جامعہ میں موجود مکتبہ عائشہؓ سے ایک برقعہ خرید کر اسے ہدیہ کیا۔ وہ ابھی برقعہ پہن کر آئینے کے سامنے دیکھ ہی رہی تھی کہ اسے کیسا پہنا جاتا ہے؟ اور اسے برقعہ کیسا لگ رہا ہے؟ کہ اسی دوران راقم نے آواز دے کر اسے ایک منٹ کے لیے اپنے دفتر آنے کو کہا جہاں وہ صحافی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ مصباح جب باہر آئی تو اس نے بغیر نقاب کے برقعہ پہن رکھا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا بھی کہ برقعہ اتار کر آ جاؤں یا ایسے ہی آ جاؤں؟ تو میں نے کہا ''نہیں بیٹی! رہنے دو' ذرا جلدی ہے، اسی طرح آ جاؤ'' یوں وہ راقم کے گھر سے منسلک دفتر میں آ گئی جہاں ایک منٹ کے اندر اس صحافی سے اس نے تقریباً وہی باتیں کیں جو وہ پریس کانفرنس کے دوران کہہ چکی تھی۔ اس کے علاوہ اس نے مزید کچھ نہیں کہا۔ لیکن اس سیدھی سی بات کو بالکل خلافِ حقیقت رنگ دے دیا گیا اور جب اس کی اسٹوری ''ٹائمز'' میں چھپی تو مغربی میڈیا نے اپنی روایتی جانبداری، انتہا پسندی اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پر ایسے ایسے حاشیے چڑھائے اور رائی کا ایسا پہاڑ بنایا کہ الامان والحفیظ۔ مصباح کے برقعے کی اس داستان کی آڑ لے کر مغربی میڈیا تسلسل سے جامعہ سیدہ حفصہؓ، مرکزی جامع مسجد اسلام آباد (لال مسجد) اور راقم کے بارے میں پروپیگنڈے میں مصروف ہے۔ اس واقعہ کے چوبیس گھنٹوں کے اندر مغربی میڈیا نے چیخ و پکار اور

ہاہا کار مچا دی۔ انہوں نے دوسرے دن شام تک جامعہ حفصہؓ، مجھے اور لال مسجد کو انتہائی درجہ کی طعن و تشنیع کا نشانہ بنا دیا۔ جو کچھ میڈیا میں آیا وہ من وعن قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

''ٹائمز'' نے یہ سرخی لگائی ''پریس میں مولی نے جامنی رنگ کا سکارف پہن رکھا تھا۔ دو گھنٹے بعد ''ٹائمز'' کے رپورٹر نے اسے کالے رنگ کے برقعے میں طالبان سے تعلق رکھنے والے مدرسہ میں پایا۔'' یہی اخبار تفصیل میں لکھتا ہے: ''صرف دو گھنٹے بعد مصباح جامعہ حفصہ سے ایک کالے برقعے میں نمودار ہوئی۔ جس میں اس کا چہرہ بھی مکمل نظر نہیں آ رہا تھا۔'' آگے چل کر اخبار لکھتا ہے کہ ''جامعہ حفصہؓ لال مسجد سے منسلک ہے جس پر صدر مشرف کی حکومت نے بارہا دہشت گردوں اور عسکریت پسندوں کو پناہ دینے کا الزام لگایا ہے۔ گزشتہ سال جولائی میں لندن بم دھماکوں کے بعد اس مدرسہ اور مسجد دونوں ہی پر پولیس نے چھاپے مارے تھے۔ یہاں پڑھانے والوں میں مُلّا عبدالرشید غازی بھی ہے جو اسامہ بن لادن کی کھلے عام تعریف کرتا ہے اور اپنے طلباء کو مقامی طالبان کہہ کر پکارتا ہے۔ یہ شخص مسلمانوں کو تبلیغ کرتا ہے کہ وہ مسلمان ممالک میں موجود امریکیوں کے خلاف مقدس جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔'' آگے چل کر اخبار لکھتا ہے: ''کچھ عرصہ قبل لال مسجد پر اُس وقت بھی پولیس نے چھاپہ مارا تھا جب یہاں چھ شدت پسند مولوی چھپے ہوئے تھے جنھوں نے ایک فتویٰ دیا تھا کہ القاعدہ دہشت گردوں کے خلاف کارروائی میں مرنے والے فوجیوں کی نمازِ جنازہ اور اسلامی طریقے سے تجہیز و تکفین نہ کی جائے۔'' واضح رہے ڈیلی ٹیلی گراف، ایوننگ سٹینڈرڈ، بی بی سی اور ہیرالڈ کے علاوہ برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک کے بیسیوں اخبارات نے یہی یا اس سے ملتی جلتی خبریں لگائیں۔

سن اخبار نے یہ سرخی جمائی ''(والدین کے) پیار کی کھینچا تانی مولی کو طالبان کے اسکول لے آئی۔'' اس اخبار نے یہ خبر لگائی کہ ''مصباح نے ایک طالبان خیالات کے اسکول میں داخلہ لے لیا ہے۔ اس اسکول کے القاعدہ سے روابط ہیں اور اس پر دہشت گردوں کو پناہ دینے کے الزامات ہیں۔''

میٹرو اخبار نے یہ سرخی لگائی ''مولی نے ایک سکول میں داخلہ لے لیا ہے جس کے القاعدہ سے روابط ہیں۔'' گلف ٹائم نے خبر دی ''برطانیہ کے اخبار مولی کو مستقبل کی ایک عسکریت پسند کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔'' مائی فاکس اور زی نیوز نے یہ سرخی لگائی ''برطانیہ سے بھاگنے والی لڑکی دہشت گردوں کے اسکول میں۔''

ایک اخبار یوروساک نے تو حد ہی کر دی۔ اخبار یہ سرخی لگاتا ہے: ''مولی سے القاعدہ کی رکن بننے تک'' اخبار مصباح کی کہانی سکاٹ لینڈ سے شروع کر کے آخر میں تجزیہ کرتا ہے کہ ''مصباح اس وقت ۱۲ سال کی ہے اور اس نے دہشت گردوں کے ایک ادارہ میں داخلہ لے لیا ہے۔ وہ ۴ سال اس ادارہ میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد ۱۶ سال کی ہوگی۔ اس عمر میں برطانیہ کے قانون کے مطابق وہ آزاد ہوگی اور اس ادارہ میں ۴ سال کی تربیت کے بعد وہ القاعدہ کی

رکنیت کی اہل ہو چکی ہو گی۔''

یہ تو چند ایک نمونے تھے ورنہ اس وقت مغربی میڈیا میں جتنے منہ اتنی باتوں والا معاملہ ہے۔ ہر کوئی اپنی اپنی ہانک رہا ہے۔ نہ کسی کو اخلاقی اقدار کا پاس ہے نہ صحافتی اصولوں کی پاسداری، نہ تحقیق کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے اور نہ ہی مصباح کے ورثاء اور جامعہ حفصہؓ کے ذمہ داران سے رابطے کی زحمت کسی کو گوارا ہے۔ اس صورت حال سے اہل مغرب کا دوہرا معیار، جانبداری اور انتہا پسندی بالکل کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مصباح ارم نے جامعہ سیدہ حفصہؓ میں داخلہ نہیں لیا لیکن اگر وہ لے بھی لیتی تو کون سی قیامت آ جاتی؟ یہ اس کا اور اس کے سرپرستوں کا حق ہے کہ وہ اپنی بچی کو جس ادارے میں تعلیم دلوانا چاہیں دلوا سکتے ہیں۔ کوئی نہ ان پر اعتراض کر سکتا ہے اور نہ ہی ان کے راستے میں روڑے اٹکا سکتا ہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی بالکل مختلف ہے۔ مصباح نے جامعہ حفصہؓ میں داخلہ لیا ہی نہیں اور آسمان سر پہ اٹھالیا گیا۔ مصباح کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جیسا مرضی لباس پہنے۔ اگر وہ اپنی مرضی سے سیاہ برقعہ پہننا شروع کر بھی دے تو کسی کو اس پر انگلی اٹھانے کا کوئی حق نہیں لیکن اس نے تو محض چیک کرنے کے لیے تھوڑی دیر برقعہ پہن لیا اور ایک عجب ہاہا کار مچ گئی۔ افسوس ہے اہل مغرب کے اس دوہرے معیار پر کہ وہ خود تو اپنی مرضی کی زندگی گزارتے ہیں، مرضی سے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ہمیں اور ہماری بچیوں کو نہ اپنی مرضی کا لباس پہننے دیتے ہیں، نہ مرضی کی تعلیم حاصل کرنے کا حق دیتے ہیں، نہ اپنی مرضی سے جینے دیتے ہیں اور ہماری ہزاروں بچیاں گود لینے کے نام پر اغوا کر لے جاتے ہیں۔ حالیہ زلزلے کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ہزاروں متاثرہ بچیوں کو گود لینے، پرورش کرنے، علاج معالجے اور تعلیم و تربیت کے خوش نما جال بچھا کر اغوا کر لیا گیا۔ کون نہیں جانتا کہ ان بچیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟ ان کی پرورش اور تربیت کس انداز سے ہوتی ہے؟ عیسائی مشنری سکولوں میں سب سے پہلے ان کی متاعِ ایمان لوٹی جاتی ہے اور پھر ان کی عزت و عصمت خاک میں ملا دی جاتی ہے۔ اس پر تو کبھی مغرب کے ''انصاف پسند'' میڈیا نے کسی تشویش کا اظہار نہیں کیا اور ایک مسلمان بچی جو اپنے والد کے پاس ہے۔ اس پر نہ صرف یہ کہ اہل مغرب اور مغربی میڈیا میں کھلبلی مچی ہوئی ہے بلکہ خود ہمارے اپنے ملک کی اہم ترین اور قابل احترام ہستیاں اور عالی مناصب پر براجمان شخصیات بھی اہل مغرب کی چیرہ دستیوں کے سامنے ہتھیار ڈالتی نظر آتی ہیں۔ اس ساری کہانی کے بعد راقم کچھ کہنے کی بجائے فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہے کہ ہم پر شدت پسندی کا الزام لگانے والوں میں کتنی برداشت ہے اور وہ خود کتنے روادار ہیں۔

قارئین! بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی۔ لگتا ہے مسئلہ گھمبیر ہوتا چلا جارہا ہے۔ اس لیے کہ یہ آخری سطور لکھنے تک حکومت کے اہلکار ایک مرتبہ پھر جامعہ حفصہؓ کی ''غیر قانونی'' بلڈنگ کے ایشو کو بنیاد بنا کر راقم کے بڑے بھائی مولانا عبدالعزیز کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ آخر حکومت نے مصباح کے معاملے پر اپنے ناراض آقاؤں کو خوش بھی تو کرنا ہے۔